رکیئے! میں مسلمان ہوں۔۔۔۔

حافظ محمد اسحاق سلفی
گلالی پور فیصل آباد

ان الله لا يغير ما بقوم حتىٰ يغيروا ما بانفسهم (الرعد)

اس آیت کریمہ کا ترجمہ علامہ محمد اقبالؒ نے یوں کیا تھا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ جس کو خیال خود آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یعنی اس وقت تک انسان میں تبدیلی نہیں آسکتی جب تلک وہ تبدیلی کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور پھر ارادہ صرف لفظاً نہیں بلکہ ارادہ کرنے کے بعد تبدیلی کیلئے کوشاں رہتا ہے تو پھر جب انسان تبدیلی کیلئے اپنے آپ کو تیار کر لیتا ہے تو کائنات کے رب کی توفیق سے تبدیلی رونما ہو جاتی ہے۔

محترم قارئین!

اگر دور حاضر میں مسلمانوں کی حالت زار کو دیکھا جائے تو مسلمان اہل یورپ کی نقالی کیلئے اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائے ہوئے ہیں چاہئے تو یہ تھا کہ جب کوئی اہل یورپ سے افعال سیئہ کو دیکھا جاتا تو منکرات کو زائل کرنے کیلئے اس صاحب کے کندے پر ہاتھ رکھ کر کہا جاتا کہ:

رکیئے! میں مسلمان ہوں

میں اس نبی کا متبع ہوں کہ جس نے مبارک زبان سے ارشاد فرمایا ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم

جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی پس وہ انہیں میں سے ہے۔

اس لئے اہل یورپ کی نقالی مجھے مسلمان ہونے کے ناطے سے زیب نہیں دیتی کیونکہ میں نے اس رب کو مانا ہے جس نے اہل یورپ کی زندگی کو آئیڈیل قرار نہیں دیا بلکہ نبی علیہ السلام کی زندگی کو مسلمانوں کیلئے اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے اعلان فرمایا:

لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة (الاحزاب)

کہ البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

اس لئے ہمیں چاہیئے تھا کہ اہل یورپ کی نقالی، جہنم کے کنارے سے ہٹ کر نبی محمد کی زندگی کو اپنا مشعل راہ بنائیں تاکہ جنت کا حصول ممکن ہو۔ دراصل اسلام ہر انسان کے ذمہ یہ بات قرار دیتا ہے کہ جہاں بھی کوئی برائی ہو اس کا استطاعت کے مطابق تدارک کیا جائے۔ یہ اس لئے کہ اگر کوئی برائی پھیل رہی ہو تو اگر انسان دیکھ کر تدارک نہ کرے تو وہ انسان محمودیت کے دائرے سے نکل کر مذمومیت کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے اس بات کو قرآن اس طرح بیان کرتا ہے:

لعن الذين كفروا من بنى اسرائيل

کہ لعنت کی گئی ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں سے۔

ان کا قصور یہ تھا:

كانوا لا يتناهون عن منكر فعلوه

کہ برائیوں کو دیکھ کر روکتے نہیں تھے۔

وہی بنی اسرائیل کہ جن پر دھوپ کے وقت بادلوں کا سایہ کر دیا گیا۔ من سلویٰ نازل کیا اور بہت سی نعمتوں سے نوازا۔ لیکن جب برائی کا تدارک نہیں کیا تو اس وجہ سے صفت محمود سے نکل کر صفت مذموم ان کا مقدر بن گئی۔

تو آیئے آج ان برائیوں کو دیکھ کر خود ان میں داخل ہو کر شدید العقاب کی پکڑ کو دعوت نہ دیجئے بلکہ ہر صاحب منکر کو اس کی برائی سے متنبہ کر کے مسلمانیت کا ثبوت دیجئے۔ جو جہالت سے باد سموم کو بھی خنک ہوا سمجھ کر اس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ ان کو "**ان بطش ربك لشديد**" کا فرمان سنایئے۔ اور ایسے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کیجئے۔ آج آزادی کے بجھتے ہوئے چراغوں کو ہمارے خون کی ضرورت ہے۔ اگر آج ہم مسلمان قوم ان کو غفلت سے بیدار کرنے کی بجائے خود ہی ضلالت وگمراہی میں پھنس گئے تو اس کا نتیجہ صرف غلامی کی زندگی ہی نہیں بلکہ روح اور بدن کی ساری آزادیوں سے دستبردار ہونے کے بعد بھی زندہ رہنے کا حقدار نہیں سمجھا جائے گا۔ اس کا منظر ہم نے عراق میں امریکیوں کا مسلمان قیدیوں کے ساتھ دردناک سلوک دیکھ لیا لیکن ابھی تک ہم نے کلیسا کے وہ اذیت خانے نہیں دیکھے جہاں آہنی شکنجوں میں جکڑے ہوئے انسان ناکردہ گناہوں کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ان مناظر کو دیکھ کر ہماری بے بسی کی یہ حالت ہے کہ اگر ہمیں کوئی آ کر کہتا ہے کہ فلاں آدمی یہ برا کام کر رہا ہے تو ہم اس کو برائی سے منع کرنے کی بجائے یہ جواب دیتے ہیں کہ "کوئی جہاں لگا ہے لگا رہے"۔ یہ جواب ایسا ہے کہ اس کو سن کر اسکے ذہن کی عکاسی ہو جاتی ہے کہ یہ انسان "**كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر**" اور "**فاصلحوا بين اخويكم**" کے مفہوم کو کس حد تک سمجھتا ہے۔

قارئین کرام!

حاسبوا قبل ان تحاسبوا کے تحت اپنا محاسبہ کیجئے جس طرح ہم رات کو اپنی دوکان کا حساب کرتے ہیں کہ اس میں کتنی پرافٹ ہوئی ہے، اس طرح ہم اپنے ضمیر و نفس کو دیکھیں کہ آج ہم نے کتنے آدمیوں کو سیدھے راستے پر لانے کی تبلیغ کی، کتنے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دی، کتنے لوگوں کو شرک و بدعت کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے کی تبلیغ کی اور آج ہم نے کتنی نمازیں پڑھیں، اس کے علاوہ ہم نے آج کتنے افعال حسنہ کئے تو جب ہر مسلمان میں یہ جذبہ اور تڑپ پیدا ہو جائے گی تو انشاءاللہ مکمل معاشرہ مینارہ نور ثابت ہو سکتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔